بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

اس خبر پر کس کو استعجاب نہ ہوگا کہ چار سال کے دو لڑکوں نے اپنے پڑوسی کی تین سالہ لڑکی کو اینٹوں، پتھروں سے کچل کر اور چاقوؤں سے گود کر اس کو ہلاک کر دیا۔ چار سال کے لڑکوں کی عمر ہی کیا ہوتی ہے اس عمر میں تو صحیح معنوں میں بچہ کو چلنا بولنا بھی ٹھیک طرح سے نہیں آتا ہے چہ جائیکہ اس عمر میں اپنے سے کم عمر کی لڑکی کو قتل کر دینا، یہ صرف حیرت و تعجب ہی کی بات نہیں ہے اس پر جس قدر بھی غم کیا جائے وہ کم ہی ہے، لیکن اس خبر میں اس سے بھی تشویشناک اور حیران کن یہ واقعہ بھی ہے کہ ان چار سال کے دونوں لڑکوں نے اپنے پڑوس کی اس تین سالہ لڑکی کو قتل کرنے کے بعد اس کی نعش کو گھسیٹ کر نالے میں پھینک دیا اس کے بعد یہ چار سال کے معصوم لڑکے گھر آئے اور اپنے خون آلودہ ہاتھ دھو کر ٹی وی دیکھنے لگ گئے اس خبر کو پڑھنے کے بعد کیا کہا جائے۔ چار سال کے ان دو بچوں کا اسے قصور کہیں یا اس مزاج و ماحول کو ہمیں قصور وار ٹھہرانا پڑیگا جس میں اس قسم کے تشدد کے واقعات کو مصنوعی طریقے سے لٹریچر، سنیما اور الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ عوام الناس کے ذہنوں میں منقش کیا جارہا ہے۔ اور جب عوام کو اس قسم کی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے تو ایسی صورت حال میں جو بھی خطرناک واقعہ رونما ہو جائے اسے کم ہی کہا جائے گا۔ ان چار سال کے بچوں پر کوئی قانونی دفعہ بھی لاگو نہیں ہوتی ہے قانونی دفعات میں دفعہ ۸۲ کے تحت ۷ سال سے نیچے کے بچوں کو مجرم نہیں مانا جاسکتا ہے۔ ٹی وی ہمارے دل و دماغ پر اس قدر چھا گیا ہے کہ پیدائشی بچے جرم و سزا کے ماحول میں جب پرورش پائیں گے تو کیا حال ہوگا اس معاشرہ کا جس میں ہم لوگ جی رہے ہیں اسے سوچ سمجھ کر ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں۔

ماڈرن انسان نے اپنے عیش و آرام اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے ایسی ایسی ایجادات کر ڈالی ہیں کہ جس سے وہ ایسے جال میں جا پھنسا جو اس کی ہلاکت ہی کا باعث بن گئیں۔ کہاں چین و سکون کی تلاش میں اس نے اپنی چھلانگ چاند تک پر لگا ڈالی مگر جب اس نے اپنے گرد و پیش میں جھانک کر دیکھا تو اسے سوائے نامرادی اور افسوس کے کچھ بھی نہیں ملا۔ ہم نے مانا کہ اس نے اپنی سائنسی ایجادات کے بل بوتے پوری دنیا کو ایک کوزہ میں لا کر بند کر دیا۔ ہوائی جہاز کی ایجاد نے دہلی اور امریکہ، لندن اور نیویارک، کراچی اور بمبئی، چین اور عرب و حجاز کو چند گھنٹوں

میں ایک دوسرے میں ملا دیا، ریل گاڑی جب ایجاد ہوئی تھی تو اسے دیکھ کر ہی یہ کہا گیا تھا کہ اب ہر جگہ کا سفر آسان ہو گیا، بیل گاڑی، یکہ، رکشا وغیرہ ریل گاڑی کے آگے بونے ہو کر رہ گئے اور جب ہوائی جہاز آیا تو بحری جہاز اس کے آگے کمتر و ہیچ نظر آنے لگے۔ اسی طرح بجلی جب بنی تو ماڈرن انسان اپنے کو مظفر سمجھنے لگا اور اس نے دعویٰ کیا کہ اب انسان نے رات کو دن بنانے کا ہنر سیکھ لیا۔ روشنی آگئی ہے اندھیرے کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ مگر دراصل یہ انسان کا اپنا خیال تھا جس کی وقعت صرف اور صرف انسان کے لئے وہم سے زیادہ کچھ بھی نہ معلوم ہوئی۔

ماڈرن انسان کی ایجادات نے اپنے ابتدائی دور میں جو خوشی اور بظاہر سکون و آرام انسان کو دیا تھا کچھ ہی عرصہ بعد اس کا کھوکھلا پن انسان کے سامنے اجاگر ہو گیا۔ اور جو چیز انسان اپنے لئے سکون و راحت، آرام و آسائش کی سمجھنے لگا تھا اس پر بہت ہی جلد یہ بات منکشف ہو کر رہی کہ یہ نئی ایجادات جہاں افادیت کے پہلو رکھتی ہیں وہیں اس میں انسانیت کی ہلاکت کا سامان اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ایک معمولی پرندہ کے ٹکرا جانے سے ہوائی جہاز حادثہ کا شکار ہو جاتا ہے اور اس میں سوار سینکڑوں ہزاروں افراد آن کی آن لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔ ان کے جسم کا ہر حصہ کرچ کرچ ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ تو یہ پہچاننا بھی مشکل ہو جاتا ہے کہ انسانی جسم کے یہ ٹکڑے کس کس انسان کے ہیں۔ اسی طرح سائنس کی دوسری ایجادات کے نقصانات سامنے آتے رہتے ہیں۔ بجلی کی ایجاد نے دوسری کئی ایسی چیزوں کو بھی پیدا کیا جس نے انسانی معاشرہ میں وہ زہر گھول کر رکھ دیا کہ اب اگر انسان اس سے بچنا بھی چاہے تو وہ اس کے لئے ناممکن ہے۔

یہ تو ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ سائنسی ایجادات نے دور دراز میں پھیلی دنیا کو ایسا مختصر کر دیا کہ اگر امریکہ میں کوئی واردات ہوتی ہے تو اسے دہلی، لکھنؤ، بمبئی، کراچی یا دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھا انسان اسی وقت دیکھ سکتا ہے، گھنٹوں منٹوں و سکنڈوں کا فاصلہ ہی ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ لیکن اس سے جو بنی نوع انسانی کے مزاج میں فرق پڑا ہے وہ زہر ہلاہل سے کم نہیں ہے۔ آج دہلی میں رہنے والے بچے کا جو دماغ جس چیز کی خواہش رکھتا ہے وہی خواہش لندن، پیرس یا نیویارک، کراچی کے بچہ میں بھی بالکل اسی طرح پیدا ہوئی رکھی ہے۔ ان سائنسی ایجادات سے پہلے اگر دہلی، لکھنؤ یا بمبئی کے بچے کی کوئی عادت تھی تو اس کا بالکل بھی اثر نیویارک یا لندن کے بچے پر نہیں ہوتا تھا، اس کی وجہ ہے اخبارات سے بھی بڑھ کر ٹیلی ویژن نے اپنے جلوے دکھانے شروع کئے تو آج پوری انسانیت کے سامنے یہ مسئلہ درد سر بنا ہوا ہے کہ انسانیت کی ہلاکت کو کس

طرح روکا جائے۔ انسان کے چین وسکون کو کس طرح قائم رکھا جائے دنیا سے جرائم کو بڑھنے سے روکنے کے لئے کیا کارگر تدابیر اختیار کی جائیں۔

ویسے تو ایسی خبریں آئی روزانہ کا معمول بن گئی ہیں جن میں جرائم کے سلسلے میں حیرت انگیز واقعات کی روئیداد سامنے آتی ہیں۔ جس طرح سائنس کی ایجادات انسان کے لئے حیرت انگیز ہیں اسی طرح اس سے پیدا ہوئی حرکات وبرائیاں بھی حیرت انگیز طریقے ہی سے سننے میں آتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں امریکہ کے کولمبس ہائی اسکول میں دو کم عمر طلباء نے سال بھر سے تشکیل اپنی ایک اسکیم کے تحت اپنے ہی اسکول میں اپنے ہی ساتھی طلباء اور اپنے استاد کو پھرتی کے ساتھ ایٹم گولی کا نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اتار دیا اور جسے دیکھ کر نہ صرف امریکہ ہی بلکہ پوری یوروپی دنیا سکتے میں آ کر رہ گئی۔ قتل وڈاکہ زنی کی واردات جب بھی ہوتی تھیں جب انسان نے ترقی کی دوڑ میں قدم نہیں رکھا تھا، مگر اس کی نوعیت وہیئت اس طرح کی نہ ہوتی تھی جس طرح اس ترقی یافتہ ماڈرن سائنسی ماحول میں دیکھنے میں آ رہی ہے۔ پہلے کسی وجہ سے ایسی واردات سرزد ہو جایا کرتی تھیں لیکن آج تو کوئی وجہ نہیں بس بیٹھے بیٹھے کسی کے دماغ میں کچھ آیا اور اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً ہی اس پڑوس کے یا پھر کہیں دور دراز کے اپنے ہی جیسے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ ابھی ہمارے ملک کے صوبہ بہار میں رنبیر سینا نام کی کسی تنظیم نے بہار کے دیہاتوں میں انسانی جانوں کو بے دردی کے ساتھ بلاوجہ ہلاک کرنے کا سلسلہ وقفہ وقفہ سے شروع کر رکھا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے خبر آئی تھی کہ رنبیر سینا نے کسی دیہات میں گھس کر کئی انسانوں کو بے سان وگمان گولی چلا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور اب پھر تازہ خبر آئی ہے کہ اسی رنبیر سینا نے بہار کے گاؤں میں ۱۲ افراد کو گولیوں سے بھون ڈالا، جس کے نتیجہ میں بے سان وگمان سہاگن عورتیں بیوہ ہو گئیں، معصوم بچے یتیم ہو گئے، کولمبس ہائی اسکول کے دو طلباء نے جس طرح وحشیانہ طریقہ سے اپنے بے قصور ساتھی طلباء وطالبات اور استاد کو گولیوں سے بھون کر موت کی آغوش میں پہنچایا ہے وہ ایک دردناک واقعہ ہے۔ بچوں کے ماں باپ اس انتظار میں تھے کہ اب بچے اسکول سے گھر آئیں گے، کپڑے اتاریں گے، بستے رکھیں گے، ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھائیں گے اور پھر ہم ان کے ساتھ باتیں کر کے مسرت وخوشی حاصل کریں گے لیکن اسکول سے ان کے مرنے کی خبر آئی تو وہ بے چارے اپنا سر پیٹ کر رہ گئے۔ بلا کسی وجہ جب جی میں آیا اور کسی بھی انسان کو گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے یہی بات سائنسی ایجادات سے انسانوں تک پہنچائی گئی ہے۔ امریکن کولمبس ہائی اسکول کے ان دو طلباء نے اپنے ۱۲ ساتھی

ایک استاد کو ہلاک کرنے کے بعد خود بھی اپنے کو گولی مار کر ہلاک کر لیا۔ ماڈرن انسان کو سائنسی ایجادات نے سوائے دکھ، غم، پریشانیوں کے کچھ نہیں دیا، مذہب سے بیگانگی سائنس کا پہلا سبق ہے اور جب آدمی مذہب سے بیگانہ ہو جائے گا تو پھر انسان کی دنیا میں نہ تہذیب ہوگی نہ شرافت وانسانیت، نہ بھلائی کرنے کا جذبہ ہوگا اور نہ ہی نیکی کرنے کی خواہش واحتیاج، صرف نفسا نفسی ہوگی، خود غرضی ہوگی، مذہب کے پاس انسان کی زندگی کو سنوارنے، بنانے، نکھارنے کے لئے مفید وکارگر تدابیر ہیں کیونکہ مذہب انسان کی جبلت وفطرت (نیچر) کو سمجھتا ہے۔ مذہب کی تعلیمات کی بنیاد صحیح معنوں میں انسان کو انسانیت کے جامہ رکھنے کے لئے ہی ہیں، لیکن سائنس اپنی ایجادات کی اکڑ میں انسانیت کے فلسفہ حیات ہی کو فراموش کر بیٹھا۔ جس کی وجہ سے انسانی معاشرہ میں بے شمار اور قسم قسم کی برائیوں نے گھر کر لیا ہے اور جس نے انسانی تہذیب وشرافت اور تمدن وحضارت کو فنا ہی کر ڈالا ہے۔ یہ ماڈرن سائنس کی بیچارگی اور ناکامی کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ چار سالہ لڑکوں کے سنگین جرم کو صرف دیکھا جا سکتا ہے مگر اس کو روکا نہیں جا سکتا ہے۔ امریکہ کے ایک ہائی اسکول میں دو طلباء کے ذریعہ اپنے ہی ساتھی اسکولی طلباء اور ٹیچر کو جان سے مار کر ختم کر دینا اور بھارت کے ایک شہر میں ۴ سال کے دو لڑکوں کا اپنے پڑوس کی تین سالہ لڑکی کو پتھروں سے کچل کر جان سے مار دینا جیسا شرمناک وسنگین واقعہ کا مرتکب سائنس کی جدید ایجادات کو ہی ٹھہرایا جائے گا اور اس پر تمام ہتھیاروں اور ساز وسامان سے لیس ماڈرن انسان کی بے بسی وبے کسی مذہبیت سے خالی سائنس کی ناکامی ہی عکاسی کرتی ہے!

بیان ملکیت وتفصیلات متعلقہ برہان دہلی

فارم چہارم قاعدہ نمبر ۸

مقام اشاعت	:	۴۱۳۶، اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶	وقفہ اشاعت	:	ماہانہ
طابع کا نام	:	عمید الرحمن عثمانی	قومیت	:	ہندوستانی
ناشر کا نام	:	عمید الرحمن عثمانی	سکونت	:	۴۱۳۶ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶
ایڈیٹر کا نام	:	عمید الرحمن عثمانی	قومیت	:	ہندوستانی
سکونت	:	۴۱۱۵، اردو بازار دہلی-۶	ملکیت	:	ندوۃ المصنفین، جامع مسجد دہلی ۶

میں عمید الرحمن عثمانی ذریعہ ہذا اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم اور یقین کے مطابق درست ہیں۔

(دستخط) طابع وناشر

عمید الرحمن عثمانی